اصلاحی مواعظ (۲۰)

فلسفہ حج و قربانی

عشرہ ذی الحجہ کے احکام اور قربانی کا صحیح مفہوم

جسٹس مولانا محمد تقی عثمانی مدظلہم

Atif

بیت العلوم

۲۰- نابھہ روڈ، پرانی انار کلی لاہور۔ فون: ۷۳۵۲۴۸۳
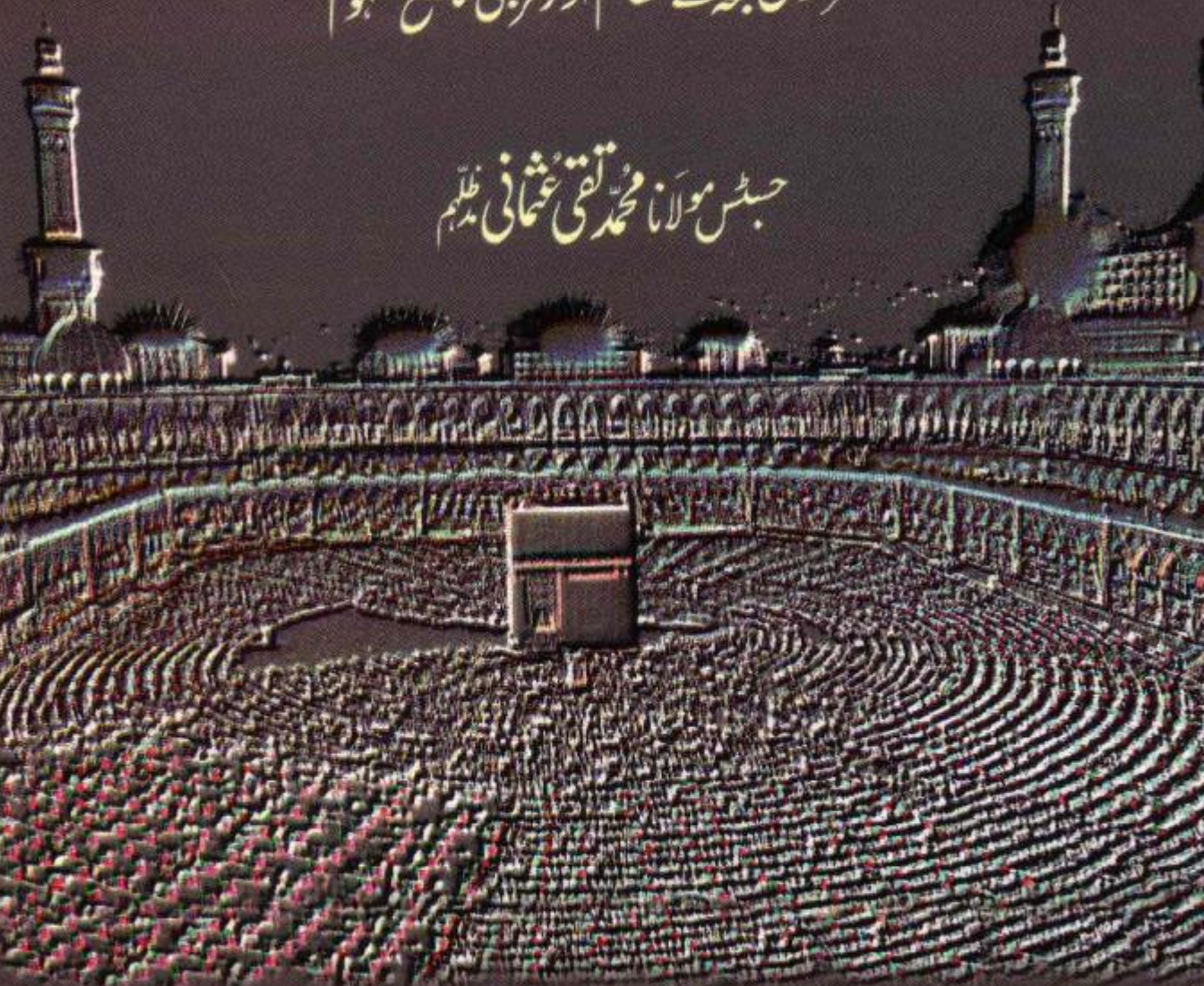
موضوع : فلسفہ حج و قربانی
بیان : جسٹس مولانا مفتی محمد تقی عثمانی مدظلہ
ضبط و ترتیب : محمد ناظم اشرف (فاضل دارالعلوم کراچی)
مقام : جامعہ اشرفیہ مسلم ٹاؤن لاہور
باہتمام : محمد ناظم اشرف
ناشر : بیت العلوم ۲۰ نابھہ روڈ، پرانی انار کلی، لاہور۔
فون ۷۳۵۲۴۸۳

﴾ملنے کے پتے﴿

بیت العلوم = ۲۰ نابھہ روڈ، پرانی انار کلی لاہور
ادارہ اسلامیات = ۱۹۰ انار کلی، لاہور
ادارہ اسلامیات = چوک اردو بازار کراچی
دارالاشاعت = اردو بازار کراچی نمبر ۱
بیت القرآن = اردو بازار کراچی نمبر ۱
ادارۃ المعارف = ڈاک خانہ دارالعلوم کراچی نمبر ۱۴
مکتبہ دارالعلوم = جامعہ دارالعلوم کراچی نمبر ۱۴،
ادارۃ القرآن = چوک لسبیلہ گارڈن ایسٹ کراچی

فہرست

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فلسفہ حج و قربانی

اما بعد فاعوذ باللہ من الشیطن الرجیم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

وَالْفَجْرِ ۝ وَلَيَالٍ عَشْرٍ ۝ وَّالشَّفْعِ

وَالْوَتْرِ ۝ وَاللَّيْلِ اِذَا يَسْرِ ۝ هَلْ فِى

ذَالِكَ قَسَمٌ لِّذِىْ حِجْرٍ ۝

(سورۃ الفجر آیت نمبر ۱ تا ۵)

حضرات علمائے کرام، بزرگان محترم اور برادران عزیز!

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ

جیسا کہ گزشتہ اجتماع میں یہ عرض کیا گیا تھا اس مجلس کا اصل

مقصد یہ ہے کہ ہم لوگ بیٹھ کر اپنے حالات کا جائزہ لیں اور مرنے کے بعد آنے والی زندگی کی تیاری کیلئے اصلاح کی فکر کریں۔ نہ یہاں کوئی استاد ہے نہ شاگرد، نہ معلم ہے نہ متعلم، نہ مصلح ہے اور نہ زیر اصلاح، بلکہ ہم سب ایک ہی کشتی کے سوار ہیں اور ہم سب ایک ہی منزل کے بارے میں بیٹھ کر کچھ سوچ بچار کر لیں اس کیلئے کیا تیاری کرنی چاہئے ؟ کیا کر سکتے ہیں اور کیا نہیں کر سکتے باہمی مذاکرات کی برکت سے اللہ تعالیٰ دلوں میں فکر بیدار فرما دیتے ہیں، چنانچہ اسی فکر کے پیدا کرنے کیلئے یہ اجتماع منعقد کیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس کی برکات عطاء فرمائیں۔ آمین

ایک وقتی مطالبہ

اصلاح نفس اور آخرت کی تیاری کیلئے دین کے احکامات و تعلیمات بے شمار ہیں اور انشاء اللہ رفتہ رفتہ مختلف موضوعات سامنے آتے رہیں گے، لیکن اس وقت خیال آیا کہ ایک وقتی مطالبہ ہے اسکے بارے میں کچھ گزارشات عرض کر دوں۔ وہ مطالبہ یہ ہے کہ ایک دو دن کے بعد ذی الحجہ کا مبارک مہینہ شروع ہونے والا ہے اور اللہ تعالیٰ نے اس مہینے کو مختلف

امتیازات بخشے ہیں جن سے متعلق اسکے کچھ احکامات و تعلیمات موجود ہیں تو خیال آیا کہ ان سے متعلق کچھ گزارشات پیش کر دی جائیں کیونکہ میرے شیخ حضرت ڈاکٹر عبد الحیی عارفی قدس اللہ سرہ فرمایا کرتے تھے کہ دین وقت کے تقاضے پر عمل کرنے کا نام ہے کہ اس وقت مجھ سے دین کا کیا تقاضا اور کیا مطالبہ ہے۔ آدمی اگر اسی وقتی تقاضے پر عمل کرے تو اسی کا نام دین ہے۔

لوگوں کی حالت اور اصلاح کا بہترین نسخہ

ایک بات یاد آئی کہ میرے دوسرے شیخ حضرت مولانا مسیح اللہ خان صاحب قدس اللہ سرہ نے ایک بڑے کام کی بات ارشاد فرمائی۔ لوگ اسی وجہ سے اصلاح نہیں کرپاتے کہ وہ یا تو ماضی کے غم میں یا مستقبل کی فکر میں پڑے رہتے ہیں اور اسی غم و فکر کیوجہ سے حال کو نظر انداز کر دیتے ہیں لوگ اس غم میں رہتے ہیں کہ ہماری گزشتہ زندگی بڑی خراب اور مصیبتوں اور اللہ کی نافرمانی میں گذری اور مایوس ہو جاتے ہیں اور مستقبل کی فکر ہے کہ آئندہ کیا ہوگا؟ اس کے تصور اور اندیشوں کو اپنی جان کا وظیفہ بنالیا، نتیجہ یہ ہے کہ حال یعنی موجودہ وقت میں کام کرنے بھول گئے۔ انہوں نے فرمایا کہ

اصلاح کا بہترین نسخہ یہ ہے کہ ماضی اور مستقبل کی فکر چھوڑ کر حال کی فکر کرو۔ ماضی میں جو کچھ ہوا۔ اسے بھول کر ایک مرتبہ اللہ کی بارگاہ میں آکر عرض کر دو کہ اے اللہ ! میں نے جتنے بھی گناہ کیے ہیں انہیں معاف فرمادے۔

﴿استغفر اللّٰہ مِن کُل ذنب و اتوب الیہ﴾

ماضی کا حساب تو اس طرح سے بے باق کرو اور مستقبل کی فکر میں پڑے بغیر حال کی فکر کرو کہ اس وقت دین کا تم سے کیا مطالبہ ہے، بس اسکی فکر کر لو تو تمھارا ماضی اور مستقبل دونوں درست ہو جائیں گے۔ جب تم حال کی فکر کرو گے تو یہ تمھارے لیے ماضی بن جائے گا اور مستقبل رفتہ رفتہ حال بنتا جائے گا۔ یہ ایسی عجیب و غریب بات ہے کہ جس کی برکت عمل کرتے وقت ظاہر ہو گی۔ لہذا ہمیں چاہئے کہ حال کی فکر کریں۔ ماضی اور مستقبل کی فکر میں اسکو برباد نہ کریں۔ انشاء اللہ حال کی فکر سے ماضی اور مستقبل اپنے وقتی تقاضے کے مطابق حل ہوتے جائیں گے۔ اسی حوالے سے اس وقت ذی الحجہ کے وقتی مطالبہ کے تحت اس کے احکامات بیان کیے جائیں گے۔ اگرچہ باتیں وہی ہیں جو ہم سب نے سن رکھی ہیں اور ہمیں معلوم بھی ہیں لیکن سن

لینا اور معلوم ہونا اور چیز ہے جبکہ عمل کرنا دوسری چیز ہے، بعض اوقات انسان کو کوئی بات معلوم ہوتی ہے لیکن اسکی طرف عمل کے لحاظ سے توجہ نہیں جاتی۔ تو اس طرح اللہ کے فضل و کرم سے اُمید ہے کہ انشاء اللہ یہ مذاکرہ کامیاب ہو گا۔

ذی الحجہ کے مہینے کی امتیازی خصوصیات اور عبادات

ذی الحجہ کے مہینے کی کچھ خصوصیات ہیں اور کچھ ایسی عبادتیں اس مہینے میں مقرر فرمائی گئیں ہیں جو سارے سال میں ادا نہیں کیجا سکتیں جبکہ دوسری عبادتوں کا حال یہ ہے کہ وہ وقت مقررہ میں تو ادا کی ہی جائیں گی لیکن اگر وہ وقت مقررہ کے علاوہ نفلی طور پر ادا کی جائیں تو ایسا کیا جا سکتا ہے۔ مثلاً فرض نماز کے پانچ اوقات مقرر ہیں لیکن اگر نفلی طور پر کوئی شخص ادا کرنا چاہے تو کر سکتا ہے۔ زکوۃ سال بھر میں ایک مرتبہ فرض ہے لیکن نفلی صدقہ عام دنوں میں بھی دیا جا سکتا ہے بلکہ کرنا چاہیے۔ ایسے ہی روزے ہیں کہ سال بھر میں صرف رمضان کے مہینے میں فرض ہیں باقی نفلی روزے رکھے جا سکتے ہیں۔ لیکن ذی الحجہ کے مہینے میں دو عبادتیں ایسی ہیں جو اس مہینے

کے مخصوص ایام کے علاوہ کسی اور دن میں ادا نہیں کیجا سکتیں۔ ایک تو حج کی عبادت اور دوسری قربانی کی عبادت۔

حج سے متعلق کچھ احکامات

حج ذی الحجہ کی متعین تاریخوں ہی میں ادا کیا جا سکتا ہے۔ ورنہ عرفات کا میدان تو آج بھی ویسے ہی اپنی آغوش کھولے ہوئے ہے اور منیٰ میں جمرات تو آج بھی موجود ہیں لیکن اگر آج کوئی شخص عرفات میں ایک نہیں، دو دن بھی وقوف کر لے تو اللہ تعالی کے یہاں اسکی کوئی قدر و قیمت نہیں اور اگر کوئی ۹ ذی الحجہ کو میدان عرفات میں پہنچ جائے یا دسویں ذی الحجہ کی رات کو پہنچ جائے تو اسکا حج ہو گیا اللہ کی رحمت کا سایہ اس میدان میں ایسا پھیلا ہوا ہے کہ شیطان پورے سال میں اس دن سے زیادہ کسی اور دن میں رسوا نہیں ہوتا اور وقوف میں یہ بھی ضروری نہیں کہ پورا دن وقوف کیا جائے بلکہ اگر کوئی شخص اس دن ایک منٹ کیلئے بھی پہنچ جائے تو اسکا حج ہو گیا حتی کہ اگر کوئی سوتا ہوا بھی گذر جائے تو اسکا حج بھی ادا ہو جائے گا۔ لیکن اگر یہی عبادت سال کے دوسرے دنوں میں کی جائے تو اسکی کوئی قدر و قیمت نہیں۔

قربانی کا حکم

اسی طرح قربانی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کیلئے سال بھر میں تین دن مخصوص فرمائے ہیں۔ دس، گیارہ اور بارہ ذی الحجہ۔ ان تین دنوں کے علاوہ اگر آپ قربانی کرنا چاہیں تو اللہ تعالیٰ کے یہاں اسکی کوئی قدر و قیمت نہیں۔ کیونکہ قربانی نام ہے کسی جانور کے گلے پر اللہ کی رضا کیلئے چھری پھیرنا۔ ادھر آپ نے جانور کے گلے پر چھری پھیری اور ادھر قربانی کا فریضہ ادا ہوا۔ لیکن اگر آپ آج قربانی کریں تو ایک نہیں، سو جانور بھی ذبح کر لیں تو وہ قربانی کی عبادت نہ ہو گی کیونکہ یہ ایسی عبادت ہے جو ذی الحجہ کے مخصوص ایام کے علاوہ کبھی ادا ہی نہیں کی جاسکتی اصل ثواب اللہ کے حکم اور سنت نبوی ﷺ میں ہے۔ مقصد یہ ہے کہ کسی بھی عمل میں اپنی ذات میں کچھ نہیں رکھا۔ جو کچھ ہے وہ اللہ کے حکم اور ہمارے نبی اکرم سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت میں ہے۔ جب کسی بھی عمل کے ساتھ اللہ تعالیٰ کا حکم پیوستہ ہو جائے تو وہ عمل عبادت بن جائے گا اور موجب اجر و ثواب بن جائے گا اور جب اللہ تعالیٰ کا حکم اس سے ہٹ جائے گا تو اب اسکی کوئی قدر و قیمت نہیں۔ عرفات کے میدان پر اللہ تعالیٰ کی جو رحمتیں نازل ہوتی ہیں اور

وہاں جا کر وقوف کرنے والوں کو جو ثواب ملتا ہے، وہ در حقیقت اس میدان کے ذرات، پہاڑیوں، صحرا کی ریت اور اُن پتھروں کی وجہ سے نہیں بلکہ جو کچھ بھی اجر و ثواب ہے وہ صرف اللہ کے حکم کا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ دس، گیارہ اور بارہ ذی الحجہ کو جانور کے گلے پر چھری پھیرنا اور قربانی کرنا موجب اجر و ثواب ہے تو آج یہ عمل اللہ کا محبوب بن گیا، ایسا محبوب کہ آج کے دن یعنی یوم النحر میں خون بہانے کے علاوہ کوئی کام محبوب ہی نہیں لیکن وہی قربانی عام دنوں میں کرتے تو اسکا کوئی نتیجہ نہیں۔ بتلانا در حقیقت یہ ہے کہ کسی بھی عبادت میں اور کسی بھی کام میں اپنی ذات میں کوئی تقدس نہیں، تقدس اس وقت آتا ہے جب اللہ کا حکم ہو، گویا یہ ایک سبق ہے جس میں بدعت خرابی پیدا کرتی ہے۔ بدعت اس کام کا نام ہے جو آپ از خود گھڑ کر عبادت بنالیں۔ اسکو نہ اللہ نے عبادت قرار دیا ہو نہ رسول اللہ ﷺ نے۔

منیٰ میں نماز کا حکم

جن حضرات کو حج پر جانے کا موقع ملا ہے وہ تو جانتے ہی ہیں اور جن کو حاضری کا موقع نہیں ملا، انہوں نے بھی شاید سنا ہو گا کہ حاجی حضرات

۸ ذی الحجہ کو مکہ مکرمہ سے روانہ ہو کر منیٰ چلے جاتے ہیں اور منیٰ میں جانے کے بعد کوئی کام نہیں نہ رمی ہے اور نہ مناسک حج میں سے کوئی رُکن ادا کرنا ہے، بلکہ حکم یہ ہے کہ ظہر سے لیکر اگلی فجر سمیت پانچ نمازیں منیٰ میں ادا کرو۔ کتنی اچھی بات تھی کہ مکہ مکرمہ میں رہ رہے تھے اور نمازیں مسجد حرام میں پڑھ رہے تھے کہ جس مسجد میں ایک نماز پڑھنے کا ثواب ایک لاکھ نمازوں کے ثواب کے برابر ہے لیکن حکم ہوا کہ مسجد حرام اور اسمیں نماز پڑھ کر ایک لاکھ نمازوں کا ثواب حاصل کرنے کو چھوڑ کر منیٰ کی وادی میں مقیم ہو جاؤ جہاں صرف پانچ نمازیں پڑھنی ہیں۔ اس سے یہ سبق سکھانا مقصود ہے کہ کہیں تمھارے ذہن میں یہ بات نہ بیٹھ جائے کہ مسجد حرام کے پتھروں میں کچھ رکھا ہے بلکہ جو کچھ ہے وہ ہمارے حکم اور ہمارے نبی حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت میں ہے۔ اگر کوئی شخص کہے کہ میں ایک لاکھ نمازوں کا ثواب چھوڑ کر نہیں جا سکتا تو ایک لاکھ تو کجا، ایک نماز کا ثواب بھی نہیں ملے گا۔ اس لیے کہ خلاف سنت کام کر رہا ہے۔

حکم الٰہی کی اہمیت و عظمت

بعض ہندو یا بت پرست اعتراض کرتے ہیں کہ آپ ہمیں تو

پتھروں کی پرستش سے منع کرتے ہیں اور خود بیت اللہ کی طرف منہ کر کے سجدہ کرتے ہو گویا انکی عبادت کرتے ہو تو ہم میں اور تم میں کیا فرق ہے تو اللہ جل شانہ نے ابتداء اسلام میں یہ نظارہ دکھادیا کہ اچانک حکم آ گیا کہ بیت اللہ کے بجائے، بیت المقدس کی طرف رخ کر کے نماز پڑھو۔ چنانچہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرامؓ نے ۱۷ مہینے بیت اللہ کے بجائے بیت المقدس کی طرف رخ کر کے نماز پڑھی حالانکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا دل چاہتا تھا کہ قبلہ بیت اللہ ہو۔ اسکی حکمت اللہ تعالی نے دوسرے پارے میں بیان فرمائی :

﴿سَيَقُوۡلُ السُّفَهَآءُ مِنَ النَّاسِ مَا وَلّٰهُمۡ عَنۡ قِبۡلَتِهِمُ الَّتِىۡ كَانُوۡا عَلَيۡهَا قُلْ لِّلّٰهِ الۡمَشۡرِقُ وَالۡمَغۡرِبُ﴾

(سورۃ البقرۃ آیت نمبر ۱۴۲)

مقصد یہ ہے کہ بیت اللہ کے پتھروں میں کچھ نہیں رکھا ہاں مشرق اور مغرب میں جو کچھ ہے وہ اللہ کے قبضے میں ہے۔

دیکھنا یہ مقصد تھا کہ :

﴿مَن يَّتَبِعُ الرَّسُولَ مِمَّن يَّنقَلِبُ عَلٰى عَقِبَيهِ﴾

(پ ۲ سورۃ البقرآیت نمبر ۱۴۳)

"کون پیغمبر کا تابع رہتا ہے اور کون الٹے پاؤں پھر جاتا ہے"

حضرت فاروق اعظمؓ کا حجر اسود کو خطاب

چنانچہ حضرت فاروق اعظمؓ حجر اسود کو بوسہ دینے کیلئے گئے تو بوسہ دینے سے پہلے حجر اسود سے خطاب کیا کہ اے حجر اسود میں جانتا ہوں کہ تو ایک پتھر ہے نہ کوئی نفع پہنچانا تیرے قبضے میں ہے اور نہ کوئی نقصان پہنچانا تیرے بس میں ہے لیکن اگر میں نے اپنی آنکھوں سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو تیرا بوسہ لیتے ہوئے نہ دیکھا ہوتا تو میں تجھے کبھی بوسہ نہ دیتا۔ یہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہونے کیوجہ سے موجب اجر و ثواب ہے، تیری ذات میں کوئی تقدس نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ بعض لوگ فرط محبت میں رکن یمانی کا بھی بوسہ لے لیتے ہیں۔ علماء کرام نے لکھا ہے کہ ایسا کرنا درست نہیں ہے کیونکہ یہ عمل جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت نہیں۔ تو جس کام کیلئے اللہ تعالیٰ نے ان دو عبادتوں کو ان ایام کے

ساتھ مخصوص کیا کہ ان ایام میں اگر وہ عبادتیں سر انجام دو گے تو ہمارے نزدیک مستحق اجر و ثواب ہو گے اور گر اس سے ہٹ کر کرو گے تو اسکی کوئی قدر و قیمت نہیں۔ یہ خصوصیت اللہ نے صرف اسی مہینے کو عطا فرمائی ہے۔

ذی الحجہ کے مہینے کے احکامات

اسلام میں اس مہینے سے متعلق کچھ خصوصی احکام ہیں۔ سب سے پہلا حکم جو ذی الحجہ کا چاند دیکھتے ہی اہل اسلام کو دیا گیا وہ یہ ہے کہ جس شخص نے اس مہینے میں قربانی کرنی ہو تو وہ نہ بال کاٹے اور نہ ناخن کاٹے۔ اس لیے کہ حدیث میں ہے کہ نبی اکرم سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ذی الحجہ کا چاند دیکھنے کے بعد نہ بال کاٹے جائیں اور نہ ناخن۔ اس حکم کو بعض حضرات نے مستحب اور بعض نے واجب کہا ہے۔ بہر حال حکم ہے اس لیے اس پر عمل کرنا چاہیئے۔

بال اور ناخن نہ کاٹنے کی اہمیت

ہمارے حضرت حکیم الامت قدس اللہ سرہ نے فرمایا کہ اسمیں حکمت یہ ہے کہ چونکہ یہ وہ زمانہ ہے جسمیں چاروں طرف سے لوگ کھنچ کھنچ

کر حج کرنے کیلئے بیت اللہ کی طرف جارہے ہیں۔ ایسا لگتا ہے کہ بیت اللہ میں کوئی مقناطیس لگا ہوا ہے جو چاروں طرف سے لوگوں کو کھینچ رہا ہے اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا پوری ہورہی ہے کہ آپ نے فرمایا:

﴿وَاجْعَلْ اَفئِدَةً مِّنَ النَّاسِ تَھْوِی اِلَیْھِمْ﴾

(پ ۱۳ آیت نمبر ۳۷)

"اے اللہ لوگوں کے دلوں کو ایسا بنادیجئے
کہ لوگ اس کی طرف کھنچ کھنچ کر آئیں"

لیکن بہت سے لوگ ایسے بھی ہیں جو حج تو کرنا چاہتے ہیں مگر اس کیلئے وسائل مہیا نہیں یا کوئی اور مجبوری ہے۔ ہمارے حضرت فرماتے تھے کہ اللہ تعالی ان لوگوں کو جو پیسے کی کمی کیوجہ سے حج نہیں کرسکے۔ کیا انکو حج کی برکت سے محروم فرمادیں گے؟ اللہ تعالیٰ کی شان رحیمی سے یہ بہت بعید ہے کہ کسی آدمی کو صرف پیسے نہ ہونے کی وجہ سے محروم فرمادیں۔

چنانچہ اللہ تعالی نے ایک چھوٹا سا عمل بتلادیا کہ تمہیں حج کو جانے والوں کی تھوڑی سی مشابہت اختیار کرنی پڑے گی وہ یہ کہ جیسے حاجی حضرات بال اور ناخن نہیں کاٹتے تو تم بھی یہ مشابہت اختیار کرلو اور بال و ناخن نہ کاٹو

جب تم نے مشابہت پیدا کرلی تواس طرح ان حاجیوں سے اپنا رشتہ جوڑ لیا لہذا جب اللہ تعالیٰ عرفات کے میدان میں حاجیوں پر رحمت کی بارش برسائیں گے۔ تواسکا کوئی چھینٹا تم تک بھی ضرور پہنچے گا۔

تیرے محبوب کی یارب شباہت لیکر آیا ہوں
حقیقت اسکو تو کردے میں صورت لیکر آیا ہوں

حضرت فرماتے ہیں کہ یہ جو کہا جارہا ہے کہ بال اور ناخن نہ کاٹو، درحقیقت کہنے کا مقصد یہ ہے کہ اے اللہ میں وہاں تک تو نہ پہنچ سکا لیکن جانے والوں کے ساتھ تھوڑی سی مشابہت پیدا کرلی ہے تو کیا میں صرف اس وجہ سے محروم رہ جاؤں گا کہ میرے پاس پیسے نہیں ہیں اللہ تعالی فرماتے ہیں نہیں۔ ہماری شان رحیمی تمہیں محروم نہیں کر سکتی جب تم نے مشابہت پیدا کرلی تو تم بھی اللہ کی رحمتوں میں ضرور شامل ہو گے۔

یوم عرفہ کا روزہ

عشرہ ذی الحجہ کے بارے میں دوسرا حکم یہ دیا گیا کہ یکم ذی الحجہ سے ۹ ذی الحجہ تک جو کہ رمضان المبارک کے بعد ایسا عشرہ ہے جس کی بہت

زیادہ خصوصیات ہیں جس کے بارے میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ان دنوں میں ایک روزہ رکھنا ایک سال کے روزے رکھنے کے برابر ہے اور ایک رات کی عبادت لیلتہ القدر کی عبادت کے برابر ہے۔

(ابن ماجہ والترمذی)

شروع میں جو آیت میں نے تلاوت کی اسمیں اللہ تعالی نے فجر کے وقت کی اور دس راتوں کی قسم کھائی ہے والفجر ولیال عشر اس بارے میں مفسرین کی ایک بڑی جماعت نے لکھا ہے کہ اس سے مراد ذی الحجہ کی دس راتیں ہیں جس میں اللہ تعالی نے عبادت کو لیلتہ القدر کی عبادت کے برابر رکھا ہے۔ اللہ تعالی ہم سب کو ان اوقات سے فائدہ اٹھانے کی توفیق عطا فرمائیں اور اسکی برکات سے نوازیں۔ آمین

عشرہ ذی الحجہ کے بارے میں تیسرا حکم

تیسرا حکم عرفہ کے دن سے متعلق ہے۔ یوں تو ان دنوں میں روزہ رکھنا بڑی فضیلت کا حامل ہے لیکن خاص طور پر عرفہ (۹ ذی الحجہ کے دن) کا روزہ رکھنا ایک سال اگلے اور ایک سال پچھلے گناہوں کی مغفرت کا سبب بنتا ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ یوم عرفہ کو جو شخص روزہ رکھے گا مجھے امید ہے کہ اسکے ایک سال پچھلے اور ایک سال اگلے گناہوں کا کفارہ ہو جائے گا۔ (باب صیام یوم عرفہ ابن ماجہ)

تکبیر تشریق

ان ایام میں تیسرا حکم تکبیر تشریق ہے۔ جو یوم عرفہ کی نماز فجر سے شروع ہو کر ۱۳ ذی الحجہ کی عصر تک جاری رہتی ہے۔ یہ تکبیر ہر فرض نماز کے بعد ایک مرتبہ پڑھنا واجب قرار دیا گیا ہے۔

﴿ اللہ اکبر، اللہ اکبر لا الہ الا اللہ
واللہ اکبر، اللہ اکبر وللہ الحمد ﴾

مردوں کیلئے اسے درمیانی بلند آواز سے پڑھنا واجب اور آہستہ آواز سے پڑھنا خلاف سنت ہے۔ (مصنف ابن ابی شیبہ)

خواتین کیلئے تکبیر تشریق

یہ تکبیر تشریق خواتین پر بھی واجب ہے۔ البتہ اس بارے میں عام طور پر بڑی کوتاہی ہوتی ہے اور خواتین کو یہ تکبیر یاد نہیں رہتی اور عموماً

خواتین اس کو نہیں پڑھتیں۔ مگر یاد رکھیں! عورتوں پر بھی پانچ دنوں تک ہر نماز کے بعد یہ تکبیر کہنا واجب ہے لیکن خواتین کو آہستہ آواز سے پڑھنی چاہیے۔

قربانی اور مادہ پرستی

جیسا کہ عرض کیا گیا ہے کہ قربانی کے ایام تین ہیں اور یہ دس گیارہ اور بارہ ذی الحجہ کے مخصوص دنوں میں ہی ادا کی جاسکتی ہے۔

آج ہم ایک ایسے دور سے گذر رہے ہیں کہ جہاں دین کے بنیادی ستونوں پر لوگ طعنہ زنی کر رہے ہیں اور انہی کہنے والوں نے یہاں تک کہ دیا کہ قربانی ایک بے فائدہ کام اور دولت کا ضیاع ہے (العیاذ باللہ) اور کہنے والوں نے یہ بھی کہا کہ محض اس قربانی کی وجہ سے قوم کا لاکھوں کروڑوں بلکہ اربوں روپیہ پانی کی طرح نالیوں میں بہہ جاتا ہے۔ غرض لوگ اس صریح حکم کی مخالفت کر رہے ہیں۔ مجھے اس پر ایک لطیفہ یاد آیا کہ ایک تاجر صاحب تھے انہوں نے ہی مجھے بتایا کہ جو تاجر قسم کی ذہنیت رکھنے والے لوگ ہوتے ہیں انکو ہر طرف پیسہ ہی پیسہ ناچتا نظر آتا ہے۔ انہوں نے ایک واقعہ سنایا کہ ایک

تاجر صاحب تھے جب انکے انتقال کا وقت آیا تو فرشتوں نے ان سے پوچھا کہ بتلایئے آپکو جنت میں لیجائیں یا جہنم میں؟ انہوں نے کہا جہاں چار پیسے کا فائدہ ہو وہاں لے جاؤ تو ایک ذہنیت یہ ہے کہ کام وہی ہے جسمیں چار پیسوں کا فائدہ ہو جو کہ مادہ پرستی کی پیدا کردہ ہے۔

فلسفہ قربانی

جبکہ نادان لوگ یہ بھول گئے ہیں کہ یہ کسی کی یادگار ہے یہ یادگار حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ہے اور اس اعتراض کا جواب کہ پیسے ضائع ہو رہے ہیں یہ ہے کہ قرآن نے خود قربانی کا ذکر کیا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو حکم دیا گیا کہ اپنے بیٹے حضرت اسماعیل علیہ اسلام کو قربان کردو اور انکو ذبح کردو۔ اب اندازہ لگایئے کہ حکم یہ ہے کہ اپنے بیٹے کو ذبح کرو۔ قرآن کہتا ہے کہ ایک انسان کو قتل کرنا پوری انسانیت کو قتل کرنے کے مترادف ہے:۔

﴿مَن يَقْتُلْ مُؤْمِنًا مُتَعَمِّدًا فَجَزَاؤُهُ جَهَنَّمُ خَالِدًا فِيهَا﴾ (پ ۵ سورۃ النساء آیت۔ نمبر ۹۳)

"جس کسی نے جان بوجھ کر کسی مومن کو قتل کیا اس کا
ٹھکانہ جہنم ہے جہاں وہ ہمیشہ رہے گا"

پھر اگر بچہ نابالغ ہو تو حالت جہاد میں بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کافروں کے بچوں کو قتل نہ کرو۔ کسی بچے کو حالت جنگ میں بھی قتل نہ کرو پھر وہ نابالغ بچہ ہو اور اسے قتل کرے تو یہ انسانیت کے بالکل برخلاف ہے چنانچہ عقل کی کسی بھی میزان پر اسکو پرکھ کر دیکھ لیں یہ کسی طرح بھی معقول نظر نہیں آتا کہ اپنے بیٹے کو قربان کردو۔ لیکن جب حضرت خلیل اللہ علیہ السلام کو حکم ہوا تو انہوں نے پلٹ کر یہ نہیں پوچھا کہ اے اللہ جس بچے کو میں نے امنگوں اور مرادوں سے حاصل کیا ہے آخر اس کا قصور کیا ہے ؟ اور اگر کوئی قصور کیا ہے تو اسکو مارنے سے کیا فائدہ ہوگا۔ لیکن اللہ کے حکم کے آگے پوچھا نہیں کیونکہ وہاں پر سود و زیاں کا مسئلہ نہیں رہتا پھر تو یہ ہے کہ چاہے فائدہ ہو یا نقصان راحت ہو یا تکلیف، اس حکم پر عمل کرنا ہے۔ اور بیٹے سے بھی صرف یہی کہا :

﴿يٰبُنَيَّ اِنِّيْ اَرٰى فِي الْمَنَامِ اَنِّيْ اَذْبَحُكَ
فَانْظُرْ مَاذَا تَرٰى﴾ (پ ۲۳ سورہ الصفت آیت نمبر ۱۰۲)

" کہ میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ میں
تجھے ذبح کر رہا ہوں (اور خواب کا حکم وحی کا
حکم ہوتا ہے) تو بتاؤ تمھاری کیا رائے ہے "

پلٹ کر بیٹے نے بھی نہیں پوچھا کہ اے ابا جان میرا قصور کیا ہے ؟ جو مجھ پر یہ ظلم کیا جا رہا ہے۔ وہ بیٹا بھی خلیل اللہ کا تھا اور جسکی نسل سے سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لانے والے تھے۔ جواب دیا۔

﴿ یٰٓاَبَتِ افْعَلْ مَا تُؤْمَرُ سَتَجِدُنِیْٓ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ مِنَ الصّٰبِرِیْنَ ﴾

(پ ۲۳ سورۃ الصفت آیت نمبر ۱۰۲)

" اے ابا جان جو آپکو حکم دیا جا رہا ہے اسکو کر گذریئے آپ
انشاء اللہ مجھے صبر کرنے والوں میں سے پائیں گے "

لوگوں کی اصلاح کا ایک نسخہ اور مشورہ

آج کل بکرے کی قیمت اکثر تین یا چار ہزار روپے ہوتی ہے بالفرض اگر کسی سے کہا جائے کہ چار ہزار روپے دیدو اور کسی سے کہا جائے کہ اپنے بیٹے کو قتل کر دو تو بتایئے کہ کونسا عمل زیادہ سخت ہے ؟ ڈھائی ہزار

روپے خرچ کرنے کا یا بیٹے کو قتل کرنے کا؟ ظاہر ہے کہ بیٹے کے آگے ڈھائی ہزار روپے خرچ کرنا کوئی حقیقت نہیں رکھتا لیکن جس کو بیٹا قتل کرنے کا حکم ملا اس نے پلٹ کر نہیں پوچھا کہ اسمیں میرا کیا نقصان ہے اور کیا فائدہ؟ اور جس کو قتل کرنے کیلئے کہا جا رہا ہے اس نے بھی پلٹ کر نہیں پوچھا کہ مجھے کیوں قتل کیا جا رہا ہے؟ لیکن جس سے کہا جاتا ہے کہ ڈھائی ہزار روپے خرچ کردو وہ کہتا ہے کہ مجھے مالی طور پر کیا فائدہ ہوگا۔ یہ تو قربانی کی روح کے خلاف ہے۔ جو آدمی یہ سوال کرتا ہے وہ قربانی کی حقیقت ہی نہیں جانتا اس قربانی کے ذریعے در حقیقت جذبہ یہی پیدا کرنا مقصود ہے کہ جب اللہ تعالی کیطرف سے کوئی کام کرنے کا حکم آجائے تو انسان اپنی عقل کو طاق میں رکھ کر اللہ کے حکم کی پیروی کرے۔

اچھا ہے دل کے ساتھ رہے پاسبان عقل　　　لیکن کبھی کبھی اسے تنہا بھی چھوڑ دو

قرآن کریم میں ایک جگہ ارشاد ہوتا ہے:

﴿مَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّ لَا مُؤْمِنَةٍ اِذَا قَضَى اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَمْرًا اَنْ يَّكُوْنَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ اَمْرِهِمْ﴾

(پ ۲۲ سورۃ الاحزاب آیت نمبر ۳۶)

"کسی مومن مرد اور عورت کو کوئی حق نہیں
ہے کہ جب اللہ اور اسکے رسول کا حکم آجائے تو
انکے پاس اختیار ہو کہ وہ کرے یا نہ کرے"

یہ جو تم عقل کے گھوڑے دوڑا کر اللہ کی حکم کو پامال کر رہے ہو یہی جذبہ ہے جو انسان کو اللہ کی نافرمانی پر آمادہ کرتا ہے۔ اور جب انسان نافرمانی پر آمادہ ہوتا ہے تو اس میں یہ سوچ پیدا ہو جاتی ہے کہ اس میں میرا کیا فائدہ ہے اور کیا نقصان ؟ جس کا نتیجہ یہ ہے کہ دنیا جرائم اور بد عنوانیوں سے بھر گئی ہے رشوت خور، کرپشن کرنے والے اور بد عنوانیاں کرنے والے ایسا کیوں کر رہے ہیں ؟ حالانکہ وہ جانتے ہیں کہ اللہ نے اسکو حرام کر رکھا ہے اور ارشاد ہے کہ رشوت لینے والا اور رشوت دینے والا دونوں جہنم میں ہوں گے۔ لیکن اللہ کے احکام کی پرواہ نہ ہونے کیوجہ سے اسمیں منہمک ہیں اور پرواہ نہ ہونے کی وجہ مادہ پرستی کی ذہنیت ہے۔ تو جب پیسہ ہی مقصود حیات بن گیا تو پھر یہ فکر نہیں ہوتی کہ وہ حلال طریقے سے آرہا ہے یا حرام طریقے سے اور اسکی بنیادی وجہ یہ ہی کہ انسان کو انسان بنانے والی چیز یعنی تقوی اور فکر آخرت کو کچل ڈالا گیا ہے۔

تمام صحابہ کرامؓ کی حیات طیبہ اٹھا کر دیکھ لیجئے۔ اللہ تعالی نے ایک لاکھ چوبیس ہزار صحابہ کرامؓ کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل ہدایت سے نوازا۔ انکی پوری حیات طیبہ میں کم از کم مجھے تو یہ یاد نہیں ہے کہ کسی صحابیؓ نے کبھی بھی کیوں کا سوال کیا ہو۔ درحقیقت سوال تو یہ ہونا چاہیئے۔ کہ حکم کیا ہے ؟ اسی ذہنیت کو بیدار کرنے کیلئے اللہ تعالی نے قربانی کا حکم فرمایا ہے۔ قربانی کا عمل بظاہر دیوانگی نظر آتا ہے لیکن یہ دیوانگی ہی دراصل ہو شمندی ہے۔

اوست دیوانہ کہ دیوانہ نہ شد　　　اوست فرزانہ کہ فرزانہ نہ شد

اللہ تعالی کو انسان کے اس عمل میں اسکی دیوانگی ہی پسند ہے جیسا کہ اقبال مرحوم نے کہا ہے۔

پختہ ہوتی ہے اگر مصلحت اندیش عقل　　　عشق ہے مصلحت اندیش تو ہے خام ابھی

اگر اللہ تعالی اسی دیوانگی کو پیدا فرمادیں کہ اللہ اور اسکے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے احکامات کی پیروی کرنی ہے تو دراصل اسلام میں یہی مطلوب ہے۔

اسلام سر تسلیم خم کرنے کا نام ہے

یہی وجہ ہے کہ جب اللہ تعالی نے سورۃ الصفت میں یہ واقعہ بیان

فرمایا تو فرمایا کہ :

﴿ فَلَمَّا اَسلَمَا وَ تَلَّهٗ لِلُجَبِيْنِ o نَادَيْنَاهُ اَنْ يَّا اِبْرَاهِيْمُ oقَدْ صَدَّقْتَ الرُّؤْيَا﴾

(پ ۲۳ سورۃ الصفت آیت نمبر ۱۰۳،۹۱)

"جب باپ اور بیٹے دونوں نے اللہ کے حکم کے آگے سر تسلیم خم کر دیا اور باپ نے بیٹے کو پیشانی کے بل لٹا دیا تو"

ہم نے ندا دی کہ اے ابراھیم آج تم نے اپنا خواب سچا کر دکھایا ہے یہ عمل جو باپ بیٹے نے کیا اسکو اللہ تعالیٰ نے فلما اسلما سے تعبیر کیا جس کا ترجمہ چاہے آپ یوں کریں کہ جب انہوں نے سر تسلیم خم کر دیا اور اگر چاہیں تو یوں کر لیں کہ جب انہوں نے اسلام کا مظاہرہ کیا۔ تو معلوم ہوا کہ اسلام نام ہے ایسے طرز عمل کا جو ابراھیم، خلیل اللہ اور اسماعیل ذبیح اللہ علیھما السلام نے پیش کر کے دکھایا۔

قربانی کے بعد گوشت بھی تمھارا

پھر فرمایا کہ ہم نے آج کے دن قربانی کو ایسا بنایا ہے کہ تمھارا کام

گلے پر چھری پھیر دینا ہے اسکے بعد اسکا گوشت بھی تمھارا ہے۔ خود کھاؤ اور دوسروں کو کھلاؤ۔ گذشتہ اقوام کیلئے قربانی کا گوشت خود ان کیلئے حلال نہیں تھا لیکن اُمت محمد یہ علی صاحبہا الصلوۃ والسلام کیلئے حلال ہے۔ ہمارے حضرت حکیم الامت قدس اللہ سرہ فرمایا کرتے تھے کہ اسکی نظیر ایسی ہے کہ پہلے زمانے کے بادشاہوں کے یہاں یہ دستور ہوتا تھا کہ اگر کوئی شخص بادشاہ کے پاس کوئی تحفہ لے جائے تو وہ خواہ کتنا ہی قیمتی ہو لیکن بادشاہ اس پر صرف اپنا ہاتھ رکھتا تھا جس کے معنی ہیں قبول ہو گیا۔ پھر وہ تحفہ اسی کو واپس کر دیا جاتا تھا، ایسے ہی قربانی کے جانور کے گلے پر اللہ کا نام لیکر چُھری پھیر دی تو گویا اللہ تعالی نے اس پر ہاتھ رکھدیا کہ یہ ہمارے یہاں قبول ہے اب تم اسے واپس لیجاؤ۔ اسکا گوشت، کھال اور تمام اعضاء تمھارے ہو گئے۔ اسی لیئے قرآن حکیم میں ارشاد فرمایا :

﴿لَنۡ يَّنَالَ اللّٰهَ لُحُوۡمُهَا وَلَا دِمَآؤُهَا وَلٰكِنۡ يَّنَالُهُ التَّقۡوٰى مِنۡكُمۡ﴾

(پ ۱۷ سورۃ الحج آیت نمبر ۳۷)

"اللہ تعالیٰ کو نہ اُن کا گوشت پہنچتا ہے اور نہ خون بلکہ

یعنی ہمیں نہ اسکا گوشت چاہیے نہ اسکا خون، بلکہ تمھارے دلوں کا تقوی مطلوب ہے اور تقوی یہ ہے کہ جو ہم نے کہا وہ کرو تو قربانی محض ایک رسم نہیں بلکہ ایک فلسفہ ہے۔ جس کے ذریعے میں اللہ تعالی ایک ذہنیت پیدا کرنا چاہتے ہیں اس ذہنیت کے ساتھ اللہ تعالی ہمیں تمام عبادتوں کو انجام دینے کی توفیق عطا فرمائیں اور اسکے ساتھ ہی وہ حقیقی سبق کہ اللہ کے حکم کے آگے سر تسلیم خم کردو۔ اپنی زندگیوں میں اجاگر کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

وآخردعوانا ان الحمد لله رب العالمین